اپریل فُول
مُحمد شُعیب
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

http://www.paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش
www.paksociety.com

از

www.paksociety.com

پاک سوسائٹی کے تحت شائع ہونے والاافسانہ اپریل فول کے حقوق طبع و نقل بحق ویب سائٹ (www.paksociety.com) اور مصنف (محمد شُعیب) محفوظ ہیں۔
کسی بھی فرد، ادارے ، ڈائجسٹ ، ویب سائٹ ،ایپلیکیشن اور انٹر نیٹ کسی کے لئے بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹیوی چینل پر ڈرامہ و ڈرامائی تشکیل و ناول کی قسط کے کسی بھی طرح کے استعمال سے پہلے پبلشر (پاک سوسائٹی) سے تحریری اجازت لینا ضروری ہے ۔بہ صورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی اور بھاری جرمانہ عائد کرنے کا حق رکھتا ہے۔

میرا نام مہرین ہے ۔ آج میں بالکل اکیلی ہوں اور اس کی وجہ میں خود ہوں۔آج میری وجہ سے دو بھائی ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ میرے ایک مذاق کی وجہ سے ایک بھائی کا تن لہولہان ہو گیا اور دوسرے کے ہاتھ لہو میں رنگ گئے۔

خاور اور خرم دو بھائی تھے۔والدین کے گزر جانے کے بعد خاور نے اپنے چھوٹے بھائی خرم کا خیال بالکل اپنے بچوں کی طرح رکھا۔ اسے کبھی ماں باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ بن کہے اس کی ہر خواہش کو پورا کیا۔شادی کے بعد جب میں نے پہلی بار اس گھر میں قدم رکھا تو ایسا بالکل نہیں لگا تھا جیسے میں ایسے گھر میں آئی ہوں جس میں کوئی عورت نہیں۔ یہ اکثر سننے میں آتا ہے کہ جس گھر میں عورت نہ ہو تو وہ گھر کبھی جنت نہیں بن سکتا مگر میں اس بات سے متفق نہیں۔ میرا اسرال صرف میرے شوہر اور میرے دیور پر مشتمل تھا۔مگر یہی دو فرد میری جنت تھے۔میرے زندگی تھے۔ میرا سب کچھ تھے۔خرم کی عمر بیس سال تھی مگر خاور کے لئے وہ ابھی بھی بچہ تھا۔

ایک دن میں کچن میں لنچ بنا رہی تھی۔ دوپہر کے دو بج چکے تھے۔خرم ابھی تک نہیں کالج سے نہیں آیا تھا۔

"خیریت تو ہے۔۔۔ابھی تک خرم نہیں آیا۔۔۔ روزانہ تو اس ٹائم آجاتا ہے۔۔" نظریں بار بار وال کلاک پر جا رہی تھیں۔دل میں طرح طرح کے وساوس جنم لے رہے تھے۔ اچانک دروازے پر رِنگ ہوئی۔ میں فوراً دروازے کی طرف بڑھی۔

"اگر دیر سے آنا تھا تو فون تو کر دیتے۔ تمہارے بھائی نے فون کس لئے دیا ہے تمہیں؟" دروازہ کھولتے ہی بنا دیکھے کہا مگر وہاں خرم نہیں تھا۔دروازے پر خاور تھا

"کیا؟؟ ابھی تک خرم گھر نہیں آیا؟" اس کا انداز استفہامیہ تھا۔اندر آکر سوٹ کیس رکھا۔ وال کلاک پر

نظر دوڑائی۔ چہرے پر پریشانی عیاں ہو گئی۔

"تم نے فون کیا؟" جھٹ سوال کیا

"نہیں۔۔۔" پریشانی میں اسے فون کرنا ہی بھول گئی تھی۔

" تمہیں ایک بار اسے فون تو کرنا چاہئے تھا نا۔۔۔ پتا نہیں کیوں اتنی دیر ہو گئی آج سے پہلے اس نے کبھی کالج میں اتنی دیر نہیں لگائی۔" بڑبڑاتے ہوئے فون اٹھایا اور نمبر ملانا شروع کیا مگر فون مسلسل بند جا رہا تھا۔ان کے چہرے پر ایک خوف طاری ہو گیا۔

" یہ کیا فون بھی نہیں مل رہا۔" پریشانی میں ان کی آواز بیٹھ گئی۔ وہ ایک پل کے لئے بھی اسے اپنی نظر نے دور نہیں رکھ سکتے تھے۔ میں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ بچہ نہیں ہے۔ بیس سال کا نوجوان ہے۔ضرور کوئی کام ہوگا، جس وجہ سے اسے دیر ہو رہی ہے۔

"مگر فون تو اٹھانا چاہئے تھا نا۔۔۔ اس طرح کرتا ہوں۔ میں خود کالج جا کر پتا کرتا ہوں۔"

وہ پریشانی کی حالت میں دروازے کی طرف بڑھنے لگے مگر جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچے تو وہاں خرم آموجود ہوا۔اس کو دیکھ کر خاور کی جان میں جان آئی۔

"کہاں رہے اتنی دیر تم؟ تمہیں پتا بھی ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا۔کم سے کم ایک فون کال ہی کر دیتے۔" اس کی پیشانی کو بوسے دیے۔ گلے لگا کر اپنے بے چین دل کو ٹھنڈک پہنچائی۔

"سر نے سرپرائز ٹیسٹ لے لیا تھا۔ بس اس لئے دیر ہو گئی۔۔" ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے تمہارے بھائی تمہاری بہت فکر کرتے ہیں۔۔" اتوار کو سب کام کرنے کے بعد ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ کر خرم سے باتوں میں مشغول ہو گئی

"آخر اکلوتا بھائی ہوں۔۔۔ فکر تو کریں گے نا!۔۔" ہنستے ہوئے جواب دیا۔اتوار کو اکثر وہ اپنی کالج کے قصے لے کر بیٹھ جاتا اور مجھے اپنے دوستوں کی باتیں بتاتا۔ میں اس کی باتیں بالکل ایک دوست کی طرح

سنتی۔ ہمارے درمیاں ہنسی مذاق یونہی چلتا رہتا۔ جسے کبھی خاور نے برا نہیں مانا بلکہ وہ تو خوش ہوتا تھا کہ اپنے بھائی کو خوش دیکھ کر۔ وہ ہمیشہ اپنے بھائی کو خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی شکن آئے، یہ بات خاور کو ناگوار تھی۔ ہنسی مذاق کرتے ہوئے میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔

"ویسے ایک چھوٹا سا مذاق کریں تمہارے بھائی سے؟" پرجوش انداز میں کہا

"مذاق۔۔۔ ؟ کون سا۔۔ جلدی بتائیں۔۔" ایسے کاموں میں تو وہ ہمیشہ سے آگے رہتا تھا۔

"تم تو جانتے ہو کل یکم اپریل ہے۔ تو کیوں نا ایک چھوٹا سا فلرٹ کریں ۔۔۔ تمہارے بھائی کے سامنے۔۔؟؟" اس کو اپنا پلان بتا دیا۔ پہلے تو میں مجھے لگا کہ شائد وہ راضی نہ ہو مگر اسے تو مجھ سے بھی زیادہ جلدی نکلی۔

اگلے دن خاور کو کسی کام کے سلسلے میں صبح ہی گھر سے جانا پڑا۔ خرم بھی جلدی چلا گیا۔ سارا دن میں ڈائیلاگ صفحوں پر لکھ کر یاد کرتی رہی۔ خرم ایک بجے تک گھر پہنچ گیا۔ ہم دونوں دیور بھابھی اس بات کی پریکٹس کرتے رہے کہ کس طرح خاور کے سامنے ناٹک کریں گے۔ خوب ہنسی مذاق چلتا رہا۔ رات کے نو بجے دروازہ کھلنے کی آواز آئی ۔ میں اور خرم بیڈ روم میں تھے۔ قدموں کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی۔ جیسے ہی مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ قدم بیڈ روم کے بالکل قریب آگئے ہیں تو میں نے آنکھوں سے خرم کو اشارہ کیا

"دیکھو! مہرین۔۔اب میں بھائی سے مزید کچھ نہیں چھپا سکتا۔ آج نہیں تو کل انہیں ہمارے رشتے کے بارے میں پتا تو چل ہی جائے گا۔" قدموں کی آواز دروازے کے عقبی جانب رک گئی۔ خرم دروازے کی طرف بڑھنے لگا

"مگر خرم میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں؟" ہنسی کو بمشکل کنٹرول کرتے ہوئے کہا

"آپ کو ایسا کرنا ہوگا۔ ہمارے رشتے کی خاطر۔۔ ہمارے پیار کی خاطر۔۔" اس نے پلٹ کر میرے

http://www.paksociety.com

ہاتھوں کو تھام لیا

"اور تمہارے بھائی۔۔"

"وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ آج تک انہوں نے میری کسی فرمائش کو رد ہیں کیا۔ دیکھ لیجیے گا، وہ یہ فرمائش بھی کبھی رد نہیں کریں گے۔ وہ ہمیں ملانے کی ہر سو کوشش کریں گے۔"اس کے الفاظ مکمل ہونے کی دیر تھی کہ خاور غصے میں خرم پر جھپٹے۔اس کے گریبان کو پکڑ کر کھینچا۔

"ذلیل انسان، میرے پیار کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ میرے پیچھے میری ہی کمر میں خنجر سے وار کرتا ہے۔" ان کا چہرہ غصہ میں سرخ ہوچکا تھا۔ماتھے کے شکن بالکل حقیقت تھے۔ ان کے اس رویے کو دیکھ کرمیں گھبرا گئی

"خاور۔۔ چھوڑیے خرم کو۔۔" انہوں نے مجھے جھٹک دیا اور اور خرم کو پاگلوں کی طرح مارنے لگے۔

" بھائی۔۔"خرم نے بھی بہت کوشش کی مگر خاور نے ایک نہ سنی اور پاگلوں کی طرح اس کو اتنا مارا کہ اس کے ماتھے سے خون بہنے لگا۔ میں نے بہت سمجھانے کی کوشش کی مگر بے سود۔

" ایک بار میری بات تو سنیں۔۔"میرا ایک مذاق ان کے دل و دماغ پر اس قدر حاوی ہوگیا کہ ان کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہو کر رہ گئی۔انہیں نہ کچھ دیکھائی دے رہا تھا نہ کچھ سنائی دے رہا تھا۔ وہ وقت میں کبھی نہیں بھول سکتی جب انہوں نے خرم پر آخری وار کیا۔ کتنی بے دردی سے اس کوڈریسنگ ٹیبل پر پٹخ دیا۔ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی قینچی کی نوک اس کی آنکھ میں ایسی لگی کہ جس کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ اس دنیا سے ہی کوچ کر گیا۔اس کی شرٹ لہو لہان تھی۔خاور کے ہاتھ خون میں رنگے ہوئے تھے۔ہنستے بستے گھر میں یک دم ماتم نے ڈیرے جما لیے۔ہر طرف تاریکی چھا گئی۔میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ دو بھائی جو ایک دوسرے پر جان نچھاور کرتے تھے، میرے ایک مذاق کی نحوست کی وجہ سے ایک دوسرے سے ایسے جدا ہوگئے کہ ایک دوسرے سے منہ ہی موڑ لیا۔

" خاور۔۔۔ یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔ ہم نے تو بس ایک مذاق کیا تھا۔۔ آپ سے۔۔"آنکھیں جو دیکھ رہی تھیں، اسے حقیقت ماننے سے انکار کر رہی تھیں۔میرے الفاظ اس کے کانوں تک پہنچتے پہنچتے بہت دیر ہو

چکی تھی۔ میرے سامنے ایک بھائی نے اپنے ہاتھ خون سے رنگ لئے تھے۔ میرے ان الفاظ کو سننے کے بعد وہ اپنے حواس کھو چکا تھا۔ طعش یک دم برف کی طرح پگھل گیا۔ وہ اپنے بھائی کی لاش کو اپنے سینے سے لگا کر رونے لگا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے بھائی کا قتل کرنے کے بعد، اپنے کئے پر پچھتانے لگا۔

"خرم۔۔۔۔۔۔" آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا تھا۔ اس کا چہرہ خون میں رنگ چکا تھا۔ اس کی پیشانی کو بار بار بوسے دے رہا تھا مگر وہ جا چکا تھا۔ موت کا فرشتہ، اس کی روح کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس کی آواز، اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس کی آہ و زاری کو وہ نہیں سن سکتا تھا۔ ایک گھنٹہ تک وہ اپنے بھائی کو اپنے سینے سے لگا کر روتا رہا پھر اپنے آپ کو سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ میں نے بہت روکا کہ وہ ایسا نہ کرے مگر وہ نہ رکا۔ وہ اپنے آپ کو اپنے بھائی کا قاتل مان چکا تھا۔ اب اس قاتل کو قانون کے حوالے کرنے جا رہا تھا۔ میں اس کے قدموں میں گر کر بہت منت سماجت کی مگر اس نے ایک نہ سنی۔ وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا۔

آج بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خرم کی لہولہان لاش، خاور کے خون میں رنگے ہاتھ، میرے دل کو آج بھی ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ میری آپ لوگوں سے بس ایک ہی التجا ہے کہ خدارا کبھی کسی کے ساتھ ایسا مذاق مت کیجیے۔ اپریل فول نہ ہی ہمارا تہوار ہے اور نہ ہی کوئی دل بہلانے کی چیز۔ یہ صرف اور صرف کھیل ہے اور میرے لئے یہ موت کا کھیل ہے۔

ختم شد